لافق الکمال غاشیاً لاقلیم القرب فلن یوجد بعدك الا ولك دخل فی تربیته ظاھراً وباطناً حتی ینزل عیسی علیه السلام۔

قرب الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی ظاہری اور باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔

شرحِ سطعات کی عبارت

(۲) انسان کو اپنا حال اور مستقبل خود سوچ کر پروگرام بنانا چاہیئے ماضی پر فخر کرتے رہنا احمقوں کا کام ہے اور محض مستقبل میں کسی بڑے مصلح کا منتظر رہنا اس سے بھی زیادہ حماقت ہے۔ اول تو اس کا یقین نہیں کہ وہ مصلح ہمارے زمانہ میں آئے گا۔؟ فرض کیجئے وہ ہمارے زمانہ آتا ہے تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ صرف فعال طاقتوں کو اپنے ساتھ لے گا۔ لولے لنگڑے اور قاعدین کو تو وہ اپنے پاس تک نہیں آنے دے گا اس قسم کا فکر رکھنے کے ہم دشمن نہیں ہیں کہ ایک مصلح آئے گا۔ اس لئے کہ سنی وشیعہ اس میں مبتلا ہیں اور حدیث میں اس کی وضاحت آچکی ہے اس موضوع پر ہم کسی سے جھگڑنا نہیں چاہتے لیکن یہ بات ہم دونوں طاقتوں کو دکھا سکتے ہیں کہ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو فعالیت کے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیں کہ یہ لوگ اس آنے والے مصلح کے باڈی گارڈ اور وزیر اعظم ہو کر کام کریں ایک مذہبی جماعت کے لیے اس کا ماننا ضروری ہے اس لیے ہم اس کی رد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے قوموں میں بلند تخیل پیدا کرنا ایک دن کا کام نہیں ہے اگر کسی قوم میں بلند تخیل پیدا ہو گیا ہے تو اس میں جو غلطیاں ہوں نکال دینی چاہیئں" شرحِ سطعات قلمی صفحہ ۲۲۲،۲۲۳ مولانا مرحوم ولمغفور نے بڑی وضاحت سے یہ بات فرمائی ہے کہ نہ تو وہ کسی کی حیات کے منکر ہیں نہ کسی کے نزول کے بلکہ بات تو صرف یہ ہے جب تک کوئی آنے والا نہ آئے تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے رہو اور دعوت و انقلاب کا عمل نبوت چھوڑنے کا گناہ عظیم کرتے رہو زندہ رہنے والی قومیں ایسے مکروہ رویے کو دینی عمل کہیں تو بہت ہی ذلت کی بات ہے مولانا کے ہاں امت محمدیہ کی زبوں حالی کی بنیادی وجہ عملِ انقلاب کا ترک ہے اور آنے والے انتظار، جبکہ حدیث مبارکہ اور قرآن حکیم کے واضح احکام ہیں کہ کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے لئے ہے جو جد وجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ کنج عافیت میں بیٹھ کر خیرہ چشمی سے تماشا کرنے والوں کے لئے نہیں"

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

زندگی کی کشادہ راہیں انہی لوگوں کے لئے ہیں جو جہادِ زندگی کے عاملین ہیں۔